# تحریف فی القرآن

جناب ریاض الحسن صاحب نوری ایم۔اے

(۲)

[پہلی قسط کے لیے ملاحظہ ہو ترجمان نومبر ۷۱ء]

اب ہم سورۂ رحمٰن کی آیت ۱۰ کو لیتے ہیں جس کا ترجمہ بھی وہی کیا گیا ہے جو حٰم السجدہ کی آیت ۱۰ کا ہے یعنی ذرائع رزق پر . . . . ذاتی ملکیت کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ اصل آیت یوں ہے:

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ فِیْهَا فَاکِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَکْمَامِ وَالْحَبُّ ذُوالْعَصْفِ وَ
الرَّیْحَانُ . . . .

ترجمہ: اور اسی نے مخلوق کے لیے زمین کو (اس کی جگہ) رکھ دیا۔ بیچ اس کے میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں خوشے والے۔ اور اناج ہے بھس والا اور رزق والا، (تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے)

مذکورۂ بالا آیت میں 'انام' کا ذکر ہے جس میں انسان، حیوان، نباتات غرض ہر چیز شامل ہے[۲]۔ جہاں پھلوں

---

[۲] امام طبری نے تفسیر میں انام کے معنی یوں بیان کیے ہیں:

عن ابن عباس: کل شیئ فیه الروح، عن مجاهد: خلق، عن قتادہ: خلق (یعنی تمام مخلوقات)۔ امام قرطبی فرماتے ہیں عن الضحاک: کل ما دبّ علی الارض، وھٰذا عام (ہر چیز جو زمین پر حرکت کرتی ہے یہ ان کے لیے عام ہے)

'لسان العرب' میں الانام کے معنی یوں شروع ہوتے ہیں:

الأنام: ماظهر علی الارض من جمیع الخلق یعنی زمین پر جو بھی مخلوق ظاہر ہوئی ہے وہ تمام انام ہے۔ تاج العروس میں ہے کہ اس کے معنی خلق کے ہیں یا ہر وہ چیز جس پر نیند طاری ہوتی ہے۔ یا وہ تمام چیزیں جو زمین پر موجود ہیں (أو جمیع ما علی وجه الارض) من جمیع الخلق۔

کا ذکر ہے وہاں چوپایوں کے لیے بھُس کا بھی ذکر ہے۔ مذکورہ بالا تمام آیات میں اللہ تعالیٰ ہوا، روشنی، پانی، طعام وغیرہ بے شمار نعمتوں کا ذکر فرما رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ ناشکری کر رہا ہے۔ انسان اپنی تخلیق کے مقصد کو صحیح طور پر پورا نہیں کر رہا۔ انسان کا مقصدِ حیات اللہ کی عبادت ہے جیسا کہ اللہ نے خود ہی متعین کر دیا ہے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ

ترجمہ: "نہیں پیدا کیے مَیں نے جن و انس مگر اس لیے کہ میری عبادت کریں۔ مَیں ان سے (مخلوق کی) رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں۔ اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا قوت والا اور زور آور ہے" (الذاریات، ۵۵-۵۸)۔

غرض انسان، حیوان، نباتات سب کو وہی پالتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ اس کی حکمت ہے کہ نباتات حیوانات کے لیے آکسیجن مہیا کرتے ہیں۔ ناظرین غور فرمائیں کہ آیات زیرِ بحث میں کہیں بھی ملکیت کا ذکر نہیں ہے اور نہ کہیں اس کی نفی پائی جاتی ہے۔ اب دونوں زیرِ بحث آیات کو سامنے رکھیے "انام" میں انسان، جانور، نباتات سب شامل ہیں تو پھر سواءً للسائلین سے مساوات کا کیا یہ مطلب ہے کہ رزق کے ذرائع سب پر یکساں کھلے رہیں؟ کیا دنیا کا ہر جاندار بلا روک ٹوک ہر دوسرے جانور اور ہر نباتات کو اپنا لقمۂ تر بنا سکتا ہے؟ کیا انسان اور حیوان سب رزق میں برابر کے شریک ہیں؟ ایڈیٹر صاحب نے آگے چل کر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ قرآن میں ہے کہ خدا کی اونٹنی خدا کی زمین میں (کھلے بندوں) چرے گی۔ گویا جانوروں کو انسانوں کی غذا کھانا کھانے کا پورا حق ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ جس کھیت میں جس مویشی یا جانور کا دل چاہے وہ کھاتا پھرے۔ جو بھیڑیا چاہے جس کسان کی بکریاں یا مرغیاں کھا جائے۔ کسی کو حق نہیں کہ ٹوکے کیونکہ ذاتی ملکیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پس واضح ہوا کہ "وضع للانام" کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سورج سے اتنے مناسب فاصلے پر رکھا ہے کہ یہاں پر زندگی نشوونما پا سکے۔ پھر اسی مناسبت سے اس کی محوری حرکت متعین کی ہے۔ یہ زمین شروع میں تقریباً تمام کی تمام ہائیڈروجن اور ہیلیم پر مشتمل تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں تمام عناصر ایسی خاص مقدار میں پیدا کیے جس سے یہاں زندگی نشوونما پائے، اس کے اجزاء ایک دوسرے کے ممد ثابت ہو کر ان میں باہمی سلسلہ ہائے خوراک (FOOD CHAINS) قائم ہو جائیں اور ایک کا وجود دوسرے کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ بن جائے۔ پھر یہ بھی بندوبست کیا کہ ان میں سے کوئی جاندار تعداد میں اس قدر نہ

بڑھ جائے کہ دوسرے کو نیست و نابود کر کے رکھ دے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دائمی توازن کا نظام قائم کر دیا ہے۔ جب اس میں ذراسی بھی گڑبڑ ہوتی ہے تو زمین کی نہ صرف اور مخلوق بلکہ انسان بھی چیخ اٹھتا ہے۔ ہمارے زمانے میں جو کبھی کبھی ٹڈی دل کے طوفان دیکھنے میں آتے ہیں وہ اسی توازن میں فرق کی بنا پر ہوتے ہیں۔ فرعون کے زمانے میں جراد اور مینڈکوں کا طوفان بھی اسی قبیل سے تھا جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے۔ آج بھی ٹڈیوں کا طوفان انسان کی طاقت مدافعت سے زیادہ آ کر عذاب بن سکتا ہے۔ ریلیں بند کر سکتا ہے ہوائی جہازوں کو گرا سکتا ہے[1]۔ اگر ایڈیٹر صاحب کی بات مان لی جائے تو پھر ٹڈی دل کو مارنا گناہ قرار پاتا ہے۔ آخر وہ بھی تو انام میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایسی فضا عنایت فرمائی جس میں آکسیجن وغیرہ کے ساتھ مناسب مقدار میں پانی بھی موجود رہتا ہے۔ یہ فضا (ATMOSPHERE) ایک چھلنی کا کام دیتی ہے جو سورج کی فائدہ مند شعاعوں کو ہم تک پہنچنے دیتی ہے اور نقصان دہ شعاعوں سے ہم کو محفوظ رکھتی ہے اور زمین کے ٹمپریچر اور آب و ہوا کے کنٹرول کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے لیے مسخر کر رکھا ہے۔ خود زمین کی سالانہ گردش میں بڑی مصلحتیں ہیں۔

چاند بھی ہمارے لیے مسخر ہے۔ وہ ہمارے سمندروں میں مدوجزر پیدا کرتا ہے اور دوسرے بہت سے فرائض انجام دے رہا ہے جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ انسانوں کے جسم کی بعض تبدیلیاں چاند کے حساب کے مطابق ہوتی ہیں۔ مثلاً عورتوں کے خاص ایام بھی چاند ہی کے مہینوں کے مطابق آتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ نہ صرف قدیم اور بیسویں صدی کا انسان بلکہ حیوانات خاصکر پرندے اور مچھلیاں دن کو سورج اور رات کو چاند اور ستاروں کی مدد سے راستہ طے کرتے ہیں۔ اور زمین کے اس سرے سے دوسرے پہنچ جاتے ہیں اور پھر اپنے اپنے مقاموں کو لوٹ بھی آتے ہیں[2]۔

---

[1] (دیکھیے صفحہ ۱۷۰ ANIMAL TRAVELLERS By TGORAKIMUSHKIN
جب ریلوے لائن پر ٹڈیاں بہت زیادہ تعداد میں مر جاتی ہیں تو وہ اتنی پھسلنی ہو جاتی ہے کہ ریل کے پہیے گھومتے ہیں لیکن ریل چل نہیں پاتی۔ ایک مرتبہ ایک پانی کا جہاز مسلسل ۲۵ گھنٹے ٹڈیوں کے تیرتے ہوئے مردہ جھگٹے میں چلتا رہا۔ ایک مرتبہ بحر قلزم میں اتنی ٹڈیاں آئیں کہ اگر ان کو تولا جاتا تو چار کروڑ ٹن ہوتیں۔ یاد رہے کہ ایک ٹن ۲۲۴۰ پونڈ کا ہوتا ہے (صفحہ ۱۷۱) اللہ تعالیٰ ہی ان ٹڈیوں کو حد سے بڑھنے سے روک کے رکھتا ہے۔ یہ اسی کا نظام قدرت ہے۔

[2] روسی سائنسدان DAVID SOBOLEV لکھتا ہے کہ فلکیات کی بعض شاخوں کا علم جدید جہازرانی

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر قربان جائیے کہ اس نے اس زمین کو ایسے بچھایا ہے کہ ایک ہی علاقے میں مختلف حیوانات، کیڑے مکوڑے، حشرات سب اپنا اپنا رزق حاصل کرتے ہیں[۱] اور زبانِ حال سے اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ نہ صرف مختلف حیوانات بلکہ دس یا بیس قسم کے مختلف نوع کے پرندے ایک ہی چھوٹے سے قطعہ میں آرام سے رہ سکتے ہیں کیونکہ ان کی خوراک و دیگر ضروریات اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے سے مختلف رکھی ہیں[۲]۔

جب انسان اس نظام میں بغیر سوچے سمجھے ناقص علم کی بنا پر دخل اندازی کرتا ہے تو نقصان اٹھاتا ہے۔ مثلاً چین میں فصلوں کو چڑیوں سے بچانے کے لیے یہ مہم چلائی گئی کہ سب چڑیاں ختم کر دی جائیں۔ آخر سرکاری حکم پر ساری قوم سب کام چھوڑ کر چڑیوں پر پل پڑی اور ان کو ختم کر کے دم لیا مگر ہوا یہ کہ وہ کیڑے جن کو چڑیاں کھا جایا کرتی تھیں انہوں نے فصل برباد کر ڈالی اور چین کو قحط سے دوچار ہونا پڑا۔ آخر اس طریقۂ کار کو ختم کر دیا گیا۔ ایسی حماقت یورپ میں بھی ہوتی رہی ہے۔ ڈی۔ڈی۔ٹی سے کیڑے مارے جاتے رہے لیکن نتیجہ خراب نکلا۔ آخر ڈی۔ڈی۔ٹی کو بہت سے ملکوں نے جن میں جرمنی بھی شامل ہے خلافِ قانون قرار دے دیا[۳]۔

---

مو کے لیے لابد ہے۔ ستاروں کے ذریعے راستہ معلوم کرنے کا علم ہمارے زمانے میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہے" صفحہ ۱۶۴ "THE NINE COLOURS OF RAINBOW" مطبوعہ میر پبلشرز ماسکو۔ پاکستان ٹائمز مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء کے مطابق شہد کی مکھی اور دوسرے اڑنے والے کیڑوں کے اجسام میں اپنی قسم کی قدرتی مقناطیسی قطب نما ہوتی ہے جس کی مدد سے وہ راستہ معلوم کرتے ہیں غرض اس میں بھی انسان کیڑوں سے آگے نہیں ہے۔ ارحم الراحمین نے اوپر اجرام فلکی اور نیچے زمین میں اپنی مخلوق کو راستہ دکھانے کے لیے مقناطیس رکھ دیا۔

۱ وکاین من دابۃ لا تحمل رزقہا اللہ یرزقہا وایاکم یعنی کتنے بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی (العنکبوت - ۶۰)

۲ P.129 "THE BIRDS by ROGER TORY PETRSON AND THE LIFE EDITORS

۳ اس موضوع پر عام فہم اور مستند کتاب درج ذیل ہے:

SILENT SPRING BY RACHEL CARSON

اس میں سائنس دانوں کی ایسی کثیر حماقتوں کا ذکر ہے جو ناقص علم کی وجہ سے انہوں نے کر ڈالیں۔ سوویٹ روس کے ماہر اقتصادیات KOSTANTIN MALIN نے خوراک کے ذرائع کا مفصل حساب کتاب کر کے ثابت کیا ہے کہ اس زمین پر آسانی سے تین لاکھ ملین آبادی کے لیے خوراک پیدا کی جا سکتی ہے۔ موجودہ آبادی صرف تین ہزار ملین ہے

غرض آیت زیر بحث میں انسان کو اشارۃً بتایا جا رہا ہے کہ وہ کارخانۂ قدرت میں تمام پہلوؤں پر غور کیے بغیر جلد بازی کر کے ناقص علم کی بنا پر دخل اندازی نہ کرے۔ یہ زمین تمام مخلوقات کے واسطے ایسے طریق پر بنائی گئی ہے کہ وہ مخلوقات انسان کی ممد بن کر رہیں۔

KARL GROSSWALD لکھتا ہے:

"جنگلات کی سرخ چیونٹیاں نقصان دہ کیڑوں کے خلاف ہماری معاون ہیں۔ چیونٹیوں کی ایک آبادی کی ڈھیری ایک دن میں ایک لاکھ نقصان دہ کیڑے مار کر سٹور کر لیتی ہے۔ یہ چیونٹیاں پیداوار کے لیے زمین کو بہتر بنانے اور بیجوں کو پھیلانے کے سلسلے میں اہم کام سرانجام دیتی ہیں۔...... ان کے سودمند ہونے کی وجہ سے جنگل کی چیونٹیوں کی حفاظت کے لیے قانون بنائے جا چکے ہیں پچھلے پندرہ سال سے یہ قوانین نافذ ہیں۔ جرمنی میں ان کو ہلاک کرنے کی سزا پندرہ دن قید یا ۱۵۰ مارک جرمانہ ہے[1]۔"

غرض روسی ماہرین نے MALTHUS کے نظریات کو غلط ثابت کر دیا ہے اور یہ بات سائنسی دلائل سے واضح ہو چکی ہے کہ انسانوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے روسی سائنس دانوں کے حوالے دیے ہیں جن کو کوئی بھی مولوی کی بات کہہ کر رد نہیں کر سکتا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے:- BORIS LYAPUNOV کی کتاب MAN AND HIS ENVIRONMENT صفحات ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۱، ۷۴، ۷۷، ۷۸، ۱۱۳، ۱۱۴۔ یہ کتاب ۱۹۶۶ء میں ماسکو سے پروگریس پبلشرز نے چھاپی ہے۔ اس میں بعض مقامات پر امریکی ماہرین کے اعداد و شمار بھی بیان کیے گئے ہیں۔ سمندروں سے بہت مقدار میں خوراک حاصل کی جا سکتی ہے جس کا اب تک کچھ اندازہ ہی نہ تھا۔ مزید سمندروں کی تہ میں بھی کاشت ہو سکتی ہے۔ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا۔

[1] مسند احمد میں مختلف طرق سے ابن عباس سے مروی ہے کہ حضورؐ نے چار چیزوں یعنی چیونٹیوں، شہد کی مکھی، ہدہد اور صرد نامی پرندہ (جس کو عرب منحوس خیال کرتے تھے) جو شکاری ہے، ان کے قتل سے منع فرمایا (۳۳۲-۳۴۷ مسند جلد اول) ایک مرتبہ حضورؐ نے کسی صحابی کو سفر میں چیونٹیوں کے گھر کے پاس آگ جلاتے دیکھا تو فوراً آگ بجھانے کا حکم دیا قال اطفھا اطفھا (مسند احمد صفحہ ۳۹۶ جلد اول، ابوداؤد وغیرہ وغیرہ) بخاری، مسلم، ابن ماجہ میں بھی یہ واقعات روایت ہوئے ہیں۔ اس سے منکرین حدیث کا جھوٹ ثابت ہو کر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضورؐ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی غیر متلو وحی آتی تھی۔ چیونٹیوں کی حفاظت کا قانون جو یورپ میں صدیوں کی تحقیق کے بعد آج بنایا گیا ہے۔ وہ قانون وحی الٰہی کے حکم سے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی چودہ سو سال پہلے بنا کر فارغ ہو چکے تھے۔ اب اگر جاہل لوگ اسلام کو دقیانوسی مذہب

انسان زمین میں کاشت کرتا ہے تو اس سے زمین کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جنگلوں وغیرہ میں جو نباتات پیدا ہوتی ہے اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ زمین کی طاقت بحال کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیچوے (EARTHWORM) کو زمین میں چھوڑ رکھا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انسان اس زمین پر زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہ سکتا۔ مزید سنیے PHYTOPLANKTON ایک خوردبینی (MICROSCOPICAL) بحری نباتات یعنی (ALGAE) ہے۔ یہ ہماری زمین کی آکسیجن کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ سمندری نباتات و حیوانات کے درمیان خوراک کے سلسلوں اور کڑیوں (FOOD CHAINS) میں یہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے DR. JACQUES PICARD جو دنیا کے مشہور ماہر اوقیانوسات (بحریات) ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر انسان نے سمندروں میں تیل اور دیگر صنعتی روی (مثلاً ایٹمی روی وغیرہ) ڈالنا بند نہ کیا تو مذکورہ بحری نباتات مر جائے گی اور پھر انسان دم گھٹ کر اس کرہ ارض سے نیست و نابود ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا ہونا آئندہ تیس تا پچاس سال میں ممکن ہے۔ اگر انسان نے اپنی غلطیاں اسی طرح جاری رکھیں اور اس زمین کو اسی طرح گندا (POLLUTE) کرتا رہا تو وہ دن دور نہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کے لیے ہوتا کہ کسی کے دل میں کبریائی یا غرور جگہ نہ پا سکے[2] ایک

---

کہتے پھریں تو ان اندھوں کا کوئی علاج نہیں۔ سمجھنے والوں کے لیے تو یہی ایک مثال کافی ہے۔ یاد رہے کہ ہدہد کا عمل بھی چیونٹیوں کے مثل ہے۔ بلکہ شاید اس کو چیونٹیوں پر یوں فوقیت حاصل ہے کہ یہ اپنی لمبی چونچ سے مٹی کھود کر زمین کے اندر کے کیڑے بھی نکال کر کھا جاتا ہے اور بڑے بڑے کیڑوں کو بھی اکیلا کھا جاتا ہے۔ چیونٹیاں تو اور چیزوں پر بھی گذارہ کر لیتی ہیں اگر کیڑے نہ ملیں۔ مگر ہدہد کا گذارہ ہی کیڑوں پر ہے۔ یہ بھی قابل غور ہے تورات کی رو سے بھی ہدہد کو مارنا اور کھانا حرام ہے۔ گویا یہ قانون اسلام میں ہزاروں سال سے چلا آ رہا ہے اور سائنس آج اس کی وجہ جان سکی۔

[1] دیکھیے پاکستان ٹائمز مورخہ ۱۷ر جون ۸۱ء، سمندر پر انسانی زندگی کس طرح منحصر ہے اس کے لیے دیکھیے مندرجہ ذیل کتاب۔
THE SEA FRIEND OR FOE BY N. GORSKY

[2] جدید دور کا سب سے بڑا مشہور ترین ماہر نفسیات جو حیات ہے یعنی C. G. JUNG لکھتا ہے:
"جانوروں کے ... متعلق جو تحقیقات جدید دور میں کی گئی ہیں مثلاً حشرات الارض سے متعلق تحقیقات یہ ظاہر کرتی ہیں کہ انسان اگر وہی طریقے استعمال کرے جو کیڑے مکوڑے کرتے ہیں تو اس کی ذہانت اس سے کہیں زیادہ ہو گی جس درجے میں کہ اس وقت جدید انسان کی ذہانت کام کر رہی ہے۔"
("MODERN MAN IN SEARCH OF SOUL" P 214

عجیب بات یہ رکھی ہے کہ اس زمین پر ادنی چیز اعلیٰ کی محتاج نہیں بلکہ اعلیٰ ادنیٰ کی محتاج ہے۔ جمادات نباتات کے محتاج نہیں، نباتات جمادات کی محتاج ہیں۔ اسی طرح نباتات حیوانات کی محتاج نہیں۔ بلکہ حیوانات ان کے محتاج ہیں۔ البتہ حیوانات کے پیدا ہونے کے بعد نباتات کو مزید فوائد بھی حاصل ہوئے ہیں[1] پھر غور فرمایئے کہ حیوانات اپنے سے ادنیٰ نباتات اور جمادات دونوں کے دست نگر ہیں۔ اور انسان جمادات۔ نباتات اور حیوانات تینوں کا بے حد محتاج ہے۔ ان کے بغیر انسان کا جینا ناممکن ہے۔ صرف اگر مختلف سلسلہ ہائے خوراک (FOOD CHAINS) پر ہی غور کیا جائے تو انسان اپنی مجبوری اور بے بسی پر ششدر ہو کر رہ جاتا ہے اور وہ بے اختیار مائل بہ سجدہ ہو جاتا ہے۔ جن کو خدا کے نام سے چڑ ہے وہ قدرت یا نیچر کا لفظ استعمال کر کے اپنی بے بسی کا اظہار کر کے نیچریہ کہلانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ لیکن بیسویں صدی کا مشہور سائنسدان وہائٹ ہیڈ جو آئنسٹائن کا ہم پلہ سمجھا جاتا ہے لکھتا ہے :

"عبادت حق کی پکار کے آگے سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ عبادت کے جذبے کو آپس کی محبت (انسان اور خدا کی) حرکت اور قوت بخشتی ہے۔ خدا کی طاقت اس بات میں ہے کہ وہ پرستش کا داعیہ اور جذبہ پیدا کرتا ہے۔"

آئنسٹائن لکھتا ہے :

"مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سائنس نہ صرف مذہبی جذبے کو جلا بخشتی ہے بلکہ زندگی کو مذہبی روحانیت کے نظریہ سے سمجھنے میں مدد بھی کرتی ہے۔"

ہم نے وضعھا للانام کی تفسیر ذرا سی تفصیل کے ساتھ کی ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ 'مساوات' کے ایڈیٹر نے اس کو نہ قرآن و حدیث کی روشنی میں نہ جدید علوم کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی بلکہ بالشویکوں کی ذہنی غلامی اور سائنسی شہادت سے انکار والی عادت کی پوری پیروی کی ہے اور سائنس اور علم دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔ (باقی)

---

[1] یوں تو نباتات میں تلقیح (بموجب قول باری تعالیٰ وارسلنا الریاح لواقح۔ یعنی ہم نے حاملہ کرنے والی ہوائیں بھیجیں) اکثر طور پر ہواؤں کے چلنے سے ہوتا ہے۔ مگر کسی قدر تلقیح (یعنی نر پھولوں سے POLLEN کا مادہ پھول میں جانا) اڑنے والے کیڑوں مکوڑوں کے ذریعے ہوتا ہے جب کہ وہ ایک پھول سے اڑ کر دوسرے پھول پر جاتے ہیں تو ان کے جسموں سے چمٹ کر نر پھولوں کے POLLEN بھی مادہ پھولوں میں پہنچ جاتے ہیں۔